JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 18, Issue: 02, Jan – Jun 2025

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

بائبل سے اخذ واستدلال میں "تفسیر حقانی" کا منہج واسلوب

The Methodology of Reasoning and Derivation from the Holy Bible in "Tafsīr Haqqāni"

Dr. Muhammad Khubaib*
International Postdoctoral Fellow, Islamic Research Institute,
International Islamic University, Islamabad, Pakistan;
Associate Professor, Department of World Religions and Interfaith Harmony, The Islamia Universith of Bahawalpur, Pakistan.
Email: muhammad.khubaib@iub.edu.pk

ABSTRACT

After 1857, under the patronage of the British government, Christian missionaries began to preach Christianity openly. The priests were attacking Islam through writing, speech, and debate. They were not only preaching their own religion, but also pointing out the fabricated flaws in religion Islam and trying to justify it as unnecessary and unnatural. Mawlānā Abdul Haq Haqqāni (1851-1917) wrote a Tafsīr for that purpose. In his Tafsīr he answered the objections of the objectors specialy christian missionaries in a victorious and debated manner and dispelled the doubts of the skeptics with strong arguments. The contradictions of the Previous Heavenly Books have been clarified. The eloquence and superiority of the Qur'ānic words over the Previous Heavenly Books have been clarified. The objections raised by the Ahl-e-kitāb against the Qur'ān have been refuted by reasoning from their Holy Books. By presenting a corrected version of distorted situations from their Holy Books, the opportunity has been provided to stand out before the Qur'ān by providing reassuring information to the Ahl-e-kitāb, who were hesitant about the contradictory statements of the Holy Bible.

Keywords: *Al-Qur'ān, Holy Bible, Preaching of Islam, Tafsīr Haqqāni, Mawlānā Abdul Haq Haqqāni.*

موضوع کا تعارف

جنگ آزادی کے بعد برصغیر میں انگریز حکومت کے زیرِ سایہ مسیحی مشنری اہلیانِ ہند کو مسیحی بنانے اور ہندوستانی مذاہب میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے مشن پر گامزن تھی۔ اس سونامی کے سامنے بند باندھنے والوں میں سے ایک مولانا عبد الحق حقانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے جنہوں نے حریفانہ اور مناظرانہ صلاحیتوں سے اس فتنہ کو کچلنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ادیانِ عالم کے مناظر تیار کر کے برصغیر کے کونے کونے تک بھیجے اور خود مسیحی مبشرین سے مناظروں میں فاتح قرار پائے۔ اس کفر والحاد کے مقابلہ

CC BY

کے لیے بچوں کے لیے کتاب "عقائد اسلام" اور بڑوں کے لیے "تفسیر حقانی" تالیف کی۔ یہ دونوں کتابیں برصغیر کے مسلمانوں کو اپنے عقائد پر کاربند رکھنے کے لیے مؤثر ثابت ہوئیں۔ تفسیر حقانی میں مولانا نے عقائد اسلام، عبادات اور معاشرت کے تمام پہلوؤں میں بائبل سے اخذ واستدلال کرتے ہوئے شکوک وشبہات کی دیواریں منہدم جبکہ دینِ اسلام کو فاتحانہ انداز میں بیان کیا ہے جو اہلِ اسلام کے لیے ایمان کی پختگی اور مسیحیوں کے لیے دعوت دین کا ذریعہ ہے۔ مولانا نے تفسیر لکھنے کے بعد خود کہا کہ اگر یہ تفسیر یورپ کی زبانوں میں ترجمہ ہو کر پہنچ گئی تو اسلام کی تبلیغ کے لیے کارگر ثابت ہو گی۔ انہیں پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس تحریر میں تفسیر حقانی کا بائبل سے اخذ واستدلال کا منہج بیان کیا جائے گا۔

مؤلف کا تعارف

الشیخ عبدالحق حقانی ؒ خود "مقدمہ تفسیر حقانی" میں اپنا اور تفسیر حقانی کا تعارف کراتے ہوئے رقمطراز ہیں:

فتح المنان بہ تفسیر القرآن مشہور بہ تفسیر حقانی اس بیوقوف، کم استعداد، ابو محمد عبدالحق بن محمد امیر بن شمس الدین بن نور الدین بن خواجہ جعفر بن خواجہ سلیم بن مظفر الدین احمد بن شاہ محمد تبریزی کی تصنیف ہے۔1

ان کا اصل وطن گمتہلا ضلع انبالہ (مشرقی پنجاب) تھا۔ وہیں وہ 27 رجب 1267ھ / 28 مئی 1851ء کو پیدا ہوئے۔2۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی، پھر کانپور پہنچے اور مولانا عبدالحق بن غلام رسول حسینی سے بعض درسی کتابیں پڑھیں۔ پھر مراد آباد جا کر صحاح ستہ میں سے کچھ کتابیں مولانا عالم علی نگینوی سے پڑھیں۔ پھر دہلی جا کر مولانا سید نذیر حسین محدث سے استفادہ کیا۔ 3۔ مولانا خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ شیخ المحدثین مولانا پر دوسرے طلبہ کے سامنے فخر کرتے اور اگر کسی موقع پر طلبہ کو شبہ ہوتا تو ان کے سامنے مولانا کو پیش فرماتے کہ ان کا جواب دو۔ 4 بحث ومباحثہ میں قوی تھے۔ علامت اور حلاوت پائی جاتی تھی۔ خوش مزاج تھے۔ کتابیں تصنیف کیں جن سے ہند میں ان کی شہرت پھیل گئی۔5

مولانا کیونکہ مضبوط دلائل سے مناظرانہ صلاحیتوں کے مالک تھے، اس لیے اپنے دور کے کفر والحاد کے آگے بند باندھنے کے لیے میدان میں آ گئے۔ مسیحیوں اور آریوں کے کفر والحاد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ مسیحی مشنری اہلِ برصغیر اور خاص کر مسلمانوں کو مسیحی بنانے پر پرزور مصروف تھی۔ عورتوں کو مسلم گھرانوں میں بچوں کی تعلیم وتربیت اور علاج معالجہ کے سلسلے میں بھیجا جاتا اور مسیحیت کی تبلیغ کی جاتی۔ اس مشن کے خلاف آواز اٹھانے والے کو خوف وہراس میں مبتلا کیا جاتا یا اسے جیل کی ہوا کھانی پڑتی۔ کئی گھرانے مسیحی ہو چکے تھے۔ ان حالات میں مولانا نے علماء دین مبلغین کی جماعت بنائی جو اس سونامی کے سامنے مضبوط بند ثابت ہوئی۔ اسی طرح ہندوؤں میں سوامی دیانند کی تحریک نے زور پکڑا اور خاص کر ملکانہ راجپوتوں کو مرتد کیا جانے لگا۔ مولانا نے دہلی میں انجمن ہدایت الاسلام کے نام سے انجمن بنائی اور پچیس علماء ان علاقوں میں اسلام کی تبلیغ اور آریہ سے

مناظرے اور مباحثے کے لیے بھیجے گئے۔ اسی طرح یہ تحریک بھی کامیاب ہوئی اور مولانا نے مولانا ثناء اللہ امر تسری اور مولانا معین الدین اجمیری سے مل کر دیانند سرسوتی کے دوسرے جانشین سوامی درشانند سے نیوگ اور تناسخ پر مناظرہ کیا۔ آخر کار توحید کے موضوع پر اس کو شکست فاش دی۔6

مولانا کی ایسی ہی خوبیوں کی بنا پر حکیم محمد اسحٰق لکھتے ہیں کہ:

مولانا کو فن مناظرہ میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ اگر آپ کو امام المناظرین کہنا غلط نہ ہو گا۔7

مولانا دور حاضر کے فتنوں کے مقابلہ میں حریفانہ جذبہ رکھتے تھے۔ مولانا کی مناظرانہ صلاحیتوں اور تصانیف سے اہل فتنہ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ نے اسکولوں کے بچوں کو کفر و الحاد اور دہریت سے بچانے کے لیے عقائد الاسلام کتاب لکھی، جس نے بہت پذیرائی حاصل کی۔ اس کے علاوہ مضامین قرآن پر مشتمل ضیاء القرآن المعروف احسن البیان نامی ایک رسالہ تحریر کیا۔ البیان فی علوم القرآن کے عنوان سے بھی ایک کتاب تحریر جس میں کفر و الحاد کا محاکمہ کیا گیا۔ اس کتاب کے انگریزی ترجمہ نے یورپ میں مقبولیت حاصل کی۔ اس کے علاوہ نامی شرح حسامی، شرح حجۃ اللہ البالغہ اور تفسیر فتح المنان المعروف بہ تفسیر حقانی تحریر فرمائیں۔ زندگی کے آخری ایام میں مدرسہ عالیہ کلکتہ میں 500 روپے ماہانہ تنخواہ پر بطور صدر مدرس تقرر ہوا اور انگریز سرکار نے ان کو "شمس العلماء" خطاب عطا کیا۔8

پانچ سال یہ خدمت انجام دیتے رہے لیکن وہاں کی آب و ہوا کے صحت پر برے اثرات کی وجہ سے واپس دہلی تشریف لے آئے اور 12 ربیع الاول 1336ھ بمطابق 1917ء اکہتر برس زندگی کی بہاریں گزار کر اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ کی نماز جنازہ مولانا آخوند محمد عمر نے پڑھائی اور تقریباً ایک لاکھ مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی۔

تفسیر حقانی کا تعارف و منہج

اس عرصہ میں سرسید احمد خان کی تفسیر "تفسیر القرآن" شائع ہو چکی تھی۔ تفسیر القرآن میں نئے نئے نظریات اور قرآنی الفاظ کی نئی نئی تاویلات پیش کی گئی تھیں جس نے عام مسلمان اور خاص کر علماء میں ایک ہل چل سی برپا کر دی تھی۔ علماء کی اپیل پر مولانا نے سرسید احمد خاں کی لغزشوں اور یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کے اسلام پر شبہات و اعتراضات کا عقلی و نقلی دلائل سے محاکمہ کرتے ہوئے تقریباً 200 صفحات پر مشتمل کتاب لکھی جسے بہت پذیرائی حاصل ہوئی اور مزید دو سال میں قرآن کی تفسیر مکمل کی اور یہ کتاب تفسیر حقانی کا مقدمہ کہلائی۔ مولانا "تفسیر حقانی" کا سبب تالیف خود ہی بیان کرتے ہیں:

جب دور دراز سے ایک قوم مسیحی دانشمند، آزادی پسند، ہندوستان میں آئی تو اپنے ساتھ ہی صدہا جہاز، الحاد اور شراب خوری وغیرہ کے بھی بھر لائی۔ اول تو یونہی مسلمانوں کی حالت خراب تھی اس پر آزادی اور الحاد کی برانڈی نے وہ آفت ڈھائی کہ ازاں افیوں کہ ساقی در می افگند - حریفاں رانہ سر ماند و نہ دستار۔ جس سے غفلت اور باہمی نزاع اور بے دینی نے ہر طرف سے محیط ہو کر دینی و دنیوی برکات کا خاتمہ کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کا دل خوش کرنے کے لیے ایک قوم نے وہ طرز اختیار کیا کہ اہل یورپ کا پورا جامہ ہی پہن لیا۔ جس طرح وہ لوگ برائے نام مسیحی اور در حقیقت سخت ملحد ہیں نہ خدا تعالیٰ کے قائل نہ ملائکہ و حشر و نشر، ثواب و عتاب، حلال و حرام، طاہر و نجس کے مقر۔ اسی طرح یہ لوگ بھی نبی اور ملائکہ اور الہام اور جبرائیل علیہ السلام اور خرق عادات انبیاء علیہم السلام اور نعمائے جنت اور جہنم کے وہ عقربات کہ جو نصوص قرآن سے ثابت ہیں، ان سب باتوں کے منکر ہیں۔9

پھر اشارہ کنایہ میں سر سید احمد خان پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

پھر ان کفریات اور پادریوں اور ملحدانِ یورپ کے معتقدات کے نام تحقیق اور ترقیٔ اسلام رکھ کر صدہا دولتمندوں اور آزادی پسندوں کو تفسیر کے پیرایہ میں ملحد و گمراہ بلکہ حقیقی اسلام کا بدخواہ بنا دیا۔ حیف صد ہا کو روحانی زہر کا پیالہ دیا۔ لہٰذا حمیت ایمانی اور اہل اسلام کی نفع رسانی نے مجھ جیسے، بے لیاقت کو مجبوراً اردو میں ایسی تفسیر لکھنے پر مامور کیا۔10

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا مقالہ نگار تفسیر حقانی کے متعلق لکھتا ہے کہ مولانا عبد الحق حقانیؒ کی تفسیر فتح المنان (تفسیر حقانی) نے بڑی شہرت پائی، تفسیر حقانی ترجمۃ آیات، بیان شان نزول، ترکیبِ نحوی، تفسیر، تفصیل و حواشی پر مشتمل ہے۔ مسائلِ تصوف، واعظانہ انداز اور مناظرانہ اسلوب کی وجہ سے کتاب نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔11

مولانا عبد الماجد دریا آبادی اپنی تفسیر ماجدی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

تفسیر حقانی مذاہب غیر سے مناظرہ کرنے والوں کے لیے خاص طور پر مفید ہے۔12

مولانا اشرف علی تھانوی اپنے مقدمہ تفسیر میں لکھتے ہیں:

چونکہ احقر کو مباحث متعلقہ کتبِ سماویہ پر بالکل نظر نہیں اس لیے ایسے مضامین کو تفسیر حقانی سے نقل کر دیا گیا ہے۔13

مولانا خود اپنی تفسیر کی اہمیت و افادیت واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر یہ تفسیر یورپ کی زبانوں میں ترجمہ ہو گئی تو ان شاء اللہ ترقی اسلام کا ایک بڑا قوی سبب ہو گا۔14

مولانا اپنی تفسیر کے منہج کے تذکرہ میں رقمطراز ہیں کہ اس کتاب میں روایت کو کتب حدیث سے اور درایت کو اس فن کے علماء محققین سے نہایت احتیاط کے طور پر لے کر جمع کیا ہے اور چونکہ مقصود کلام زبانی لوگوں کو سمجھانا تھا اس لیے اس میں چند امور کی رعایت کی۔

* اردو میں قرآن کا اصل مطلب واضح کیا ہے۔
* شانِ نزول بروایت صحیحہ لکھا۔
* آیاتِ احکام میں پہلے مسئلہ منصوصہ کا تذکرہ کیا پھر اختلافِ مجتہدین اور ان کے دلائل کو بیان کیا ہے۔
* غیر ضروری سمجھ کر فقط ایک ہی قرأت کے موافق وجہ اعراب کو بیان کیا۔
* وجوہ مختلفہ میں سے ایک کو سب سے قوی سمجھ کر ذکر کیا۔
* معانی اور بلاغت کے متعلق نکاتِ قرآنیہ کو ظاہر کیا۔
* کوئی حدیث بغیر سند کتب صحاح ستہ وغیرہا کے نہ لایا۔
* قصص میں جو کچھ بروایت صحیحہ یا کتب سابقہ سے ثابت ہے یا خود قرآن میں کئی جگہ بیان وارد ہے وہاں ملخص کر کے بیان کر دیا۔
* آیات میں ربط دیا۔
* مخالفین کے شکوک و شبہات جس قدر تاریخی واقعات یا مبدء و معاد کی بابت وارد تھے سب کا جواب الزامی اور تحقیقی دیا اور نفس ترجمہ میں تفسیر کو دو قوموں کے بیچ میں لایا اور مکرر تفاسیر کی عبارت کے ترجمہ کرنے اور رطب و یابس قصے بھرنے اور کسی خاص مذہب کی تاکید کرنے سے حق و ناحق اس کی تائید کی جائے، اجتناب کیا۔ یہ تفسیر علاوہ زمانہ حال کی متعلق باتوں کے سلف کی عمدہ تفاسیر کا لب لباب اور عجیب و غریب کتاب ہے۔15

بائبل سے اخذ واستدلال کے حوالے سے تفسیر حقانی کا منہج

مولانا نے اپنی تفسیر میں جگہ جگہ بائبل سے استدلال کیا ہے۔ بائبل سے اخذ واستدلال کے حوالے سے تفسیر حقانی نے جو منہج اپنایا ہے، درج ذیل ہے۔

قرآن مجید پر اعتراضات کا رد

دورِ استعمار میں مسیحی مشنری اسلام اور خاص طور پر قرآن کے خلاف اعتراضات کی بوچھاڑ کیے ہوئے تھے۔ تفسیر حقانی نے ان تمام اعتراضات کا عقلی، نقلی اور تنقیدی رد کیا۔ چند ایک اعتراض ملاحظہ فرمائیں:

> فرمان الٰہی "وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِک" کے تحت سابقہ کتب پر ایمان لانا ضروری ہے اور مسلمان قرآن سے روگردانی کیے ہوئے ہیں۔16

آنحضرت نے اپنی شریعت کو یہود کے احکام تورات سے لے کر اور مجوس کے احکام سے اور قدیم عرب کے اطوار وعادات سے لے کر مرتب کیا ہے۔17 اور قرآنی قصص تالمود اور یہودی قصص سے لیے گئے ہیں۔18۔ قرآن جب ہماری کتابوں کو آسمانی صحائف تسلیم کرتا ہے تو پھر منسوخ کیوں کرتا ہے یا پھر قرآنی نسخ پر اعتراضات اور تشکیک پیدا کی جاتی ہے۔19۔ اس آخری اعتراض کا جواب ملاحظہ ہو:

> بضرورت بہن بھائی کا نکاح عہد آدم میں درست تھا بلکہ سارہ حضرت ابراہیم کی علاتی بہن تھی۔20۔ حالانکہ یہ حکم موسیٰؑ کے عہد میں منسوخ ہو گیا۔ احبار میں اس کا حرام اور زنا کے ہونا مذکور ہے۔21۔ اسی طرح نوحؑ اور ان کی آل کیلیے تمام جانور جو زمین پر چلتے ہیں، حلال تھے۔22۔ جبکہ شریعتِ موسوی میں بہت سے جانور حرام ہو گئے۔23۔ وغیرہ وغیرہ۔24

بائبل پر تنقید

مولانا نے قرآن اور اسلام پر اعتراضات کے رد میں بائبل پر تدوینی، تاریخی، عقلی اور نقلی تنقید کی اور واضح کیا کہ ان کتب کے کئی مضامین بتاتے کہ حضرت عیسیٰؑ کے بہت بعد یہ کتب تحریر ہوئیں۔25۔ ان کتب کے کئی مضامین سے خدائے پاک کی ذات مقدس، ملائکہ کرام اور انبیاء علیہم السلام پر سخت عیب لگتا ہے اور کتب اللہ کی شان سے یہ ناممکن ہے۔26۔ ان کتب میں بہت سارے مضامین میں سے ایک کا غلط ہونا بدیہی ہے۔27۔ ان کتب کا طرز وطریق فحش امیز اور نہایت غیر مہذب ہے جو روح کے تقاضے پورا کرنے سے بالکل عاری ہے بلکہ قوائے شہوانیہ وخیالات شیطانیہ کے جلا دینے کے لیے ایک عمدہ نسخہ ہے۔

چند عبارتیں بطور نمونہ ملاحظہ کریں:

> حزقیل میں ہے کہ انہوں نے مصر میں زناکاری کی، اپنی جوانی میں یار باز ہوئی، وہاں ان کی چھاتیاں مل گئیں اور وہاں کے بکر کی پستان چھوئی گئیں۔28۔ اس نے اپنے شباب کے ایام یاد کر کے زناکاری پہ زناکاری کی، سو وہ اپنے یاروں پر مرنے لگی۔29۔ غزل الغزلات میں ہے: میری پیاری زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہے۔30۔ وغیرہ وغیرہ۔31

سرسید احمد خان کے نظریات پر تنقید

مولانا نے تفسیر حقانی کا مقدمہ سرسید احمد خاں کے جدید نظریات کے جواب میں لکھا تھا لیکن بعد میں جب تفسیر لکھنے بیٹھے تو جہاں جہاں سرسید احمد خان نے لغزش کھائی تھی وہاں وہاں اس کا محاکمہ کیا اور سرسید کی جانب سے اٹھائے جانے والے سوالات کے جوابات دیئے۔ وجود باری تعالیٰ، معجزات، ملائکہ، جنت و دوزخ، وحی و الہام وغیرہ پر بحث کی گئی۔ سرسید احمد خان کی تفسیر کا تعارف کراتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> آنریبل سید احمد خاں بہادر دہلوی کی تصنیف ہنوز ناتمام ہے۔ اس شخص نے ترجمہ شاہ عبد القادر کو ذرا بدل کر ترجمہ لکھا ہے اور باقی اپنے ان خیالات باطلہ کو کہ جو ملحدین یورپ سے حاصل کیے ہیں اور جن کے اتباع کا ان کے نزدیک ترقیٔ قومی اور فلاح اسلام ہے، درج کیا ہے اور بے مناسب آیات و احادیث و اقوال علماء کو اپنی تائید میں لا کر الہامِ الٰہی کو تحریف کیا ہے۔ دراصل یہ کتاب تحریف قرآن ہے نہ کہ تفسیر۔32

مولانا، سرسید احمد خاں کے افکار و نظریات کو تنقیدی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنی تفسیر میں بعض مقامات پر سرسید کی تصانیف اور خاص کر تفسیر سے اقتباسات لا کر گرفت جبکہ کئی مقامات پر خان صاحب کا نام لیے بغیر حوالۃً تردید کر جاتے ہیں۔

مثلاً حضرت مسیحؑ کی بن باپ پیدائش سے متعلق لکھتے ہیں کہ تمام اہل اسلام اور تمام مسیحی متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے محض قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے تھے بر خلاف یہود کے کہ وہ ان کو انسان کے نطفہ سے بطور عادت پیدا ہونا کہتے ہیں اور معاذ اللہ ناجائز تولد قرار دیتے ہیں مگر آج کل برائے نام مسلمان ایک گروہ جو اس زمانہ میں علوم حسیہ کی ترقی اور علوم روحانیہ کے مفقود ہو جانے اور حسنِ باطن اور نورِ قلبی کے مٹ جانے سے پیدا ہوا ہے وہ فریق قدم بہ قدم حکماء یورپ کے چلتا اور قرآن و

احادیث کو ان کے خیالات کے مطابق کرتا ہے۔ غلط تاویلات کے ذریعہ سے وہ بھی یہود کی طرح بطور عادت انسان کے نطفہ سے پیدا ہونا کہتا ہے کیونکہ خوارق عادات امور ان کے نزدیک محال ہیں۔

مسیحیوں کی اناجیل اربعہ میں بھی اس امر کی صاف تصریح ہے۔ حالانکہ ماول مصنف اپنی کتاب تبیین الکلام میں اناجیل مذکورہ کو غیر محرف اور کلام الٰہی مان چکے ہیں۔ انجیل متی میں تصریح ہے جس کا ایک جملہ یہ ہے کہ مریم کی یوسف سے منگنی کے بعد اکٹھے ہونے سے پہلے روح القدس سے وہ حاملہ ہوئی۔33۔ پھر انجیل لوقا میں قرآن مجید کے موافق مریم کو فرشتہ سے حمل ہونا اور مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مذکور ہے۔34۔ پھر نہیں معلوم کہ ماول صاحب کس سند سے انکار کرتے ہیں اور آسمان وزمین کے قلابے ملاتے ہیں۔35

بعض برائے نام مسلمان جو ان کے مرید اور توریت موجودہ کو اصلی توریت بنانے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں، کچھ دور از کار توجیہیں کرکے باہم توافق پیدا کرتے ہیں کہ اس سے یہ مراد، اس سے وہ مراد۔36

بعض مقامات پر سرسید احمد خاں عام علماء کو "کوڑ مغز" کے خطاب سے نوازتے ہیں تو مولانا حقانی بھی کئی ایک مقامات پر ایسے ہی الفاظ دہرا دیتے ہیں۔ ایک مقام پر نقلی دلائل کے بعد عقلی دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کوئی کاتب ہونے کا دعویٰ کرکے نہایت عمدہ لکھ کر دکھادے تو اب بجز کوڑ مغز کے اور کون اس کے کاتب بلکہ خوش نویس ہونے میں شک کرسکتا ہے۔37

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہونے والی انجیل کا تذکرہ ہے۔ قرآن مجید میں متی، مرقس، لوقا، یوحنا کی انجیل کا ذکر تک نہیں۔ پھر یہ مسلمانوں پر کس طرح حجت ہوسکتی ہیں؟ ہم ان سے جو مضامین نقل کرتے ہیں تو محض تمہارے قائل کرنے کو کیونکہ تم ان کو مانتے ہو ورنہ ہمیں کچھ ضرورت نہیں اور جو کوئی کوڑ مغز مسلمان ان کو انجیل سمجھے یہ اس کی جہالت ہے جس کا وہی ذمہ دار ہے نہ کہ اور مسلمان اور ان متعدد انجیلوں کے منکر کو انجیل شریف کا منکر قرار دینا جہالت پر جہالت ہے۔38

عقائد وعبادات کی اصلاح

مولانا عقائد وعبادات کی اصلاح پر بہت زور دیتے ہیں اور اس سلسلے میں بائبل سے دلائل لاتے ہیں تاکہ اہل بائبل اپنے عقائد پر نظر ثانی کرسکیں اور متقین کو مزید تشفی ہوسکے۔ لکھتے ہیں:

> خدا تعالیٰ کی ذات وصفات اور ملائکہ اور انبیاء اور عبادات اور عالم آخرت اور نیک چلنی وغیرہ مضامین قرآن کے مقابلہ میں جو کوئی عہد عتیق وجدید کو دیکھے گا تو ضرور اس بات کا یقین کرے گا کہ قرآن کتاب الٰہی ہے اور یہی کتاب ہے لَارَیْبَ فِیْہِ۔39

اسی وجہ سے اہل کتاب مقنین بھی اسلامی نظام حیات کو تسلیم کرتے ہیں۔ مولانا چند ایک دلائل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انگلستان کے مشہور مورخ و مقنن گبن کہتا ہے کہ محمد کا مذہب شبہات سے بالاتر ہے۔ پیغمبر نے انسانوں کو بتوں کی پوجا پاٹ سے نہایت معقول دلائل سے رد کیا کہ ہر طلوع ہونے والی شئے غروب، حادث شئے فانی، قابلِ زوال شئے معدوم ہو جاتی ہے۔ محمد کے ایسے عقائد ادراک موجودہ اور قوائے عقلی سے بڑھ کر ہیں اور وحی الٰہی نے ایسے عقائد کو تقویت پہنچائی۔40

سیل صاحب اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں باوجود سخت تعصب کے تسلیم کرتا ہے کہ محمد کے مذہب کے جملہ امور عقل کو تسلیم شدہ ہیں۔ اسی لیے بہت جلد اس کا دین شرقاً غرباً پھیل گیا۔ تلوار سے پھیلنا خیال کرنے والے غلطی پر ہیں۔41

مولانا عقائد کی اصلاح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

> بیشتر مسیحی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم و قدرت سے استدلال کرتے ہیں۔ علم سے یوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام غیب کی باتیں بتاتے تھے اور جو کوئی گھر میں کچھ کھا کر آتا اس کو بھی ظاہر کر دیتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ وہ خدا تھے کہ خدا انسان کی صورت میں ظاہر ہوا تھا یا خدا کے بیٹے تھے کہ جو باپ کی طرح علم مغیبات رکھتے تھے۔ قدرت سے اس طرح یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ کوڑھیوں، اندھوں کو تندرستی دیتے تھے۔ ہوا کو ڈانٹتے اور جنوں کو نکالتے تھے۔ یہ بھاری کام انسان کے نہیں، اس سے بھی معلوم ہوا کہ وہ خدا یا اس کے بیٹے تھے۔42

مولانا سورۃ آل عمران کی ابتدائی آیات کے حوالے سے درج بالا استدلال کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ پہلے شبہ کا جواب "اِنَّ اللّٰہَ لَایَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ" 43میں دیا کہ خدا کی شان علام الغیوب ہونا ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام خدا ہوتے تو ضرور ان پر بھی کوئی بات مخفی نہ ہوتی، حالانکہ ان پر بہت سی باتیں مخفی تھیں۔ چنانچہ انجیل لوقا میں لکھا ہے کہ یسوع روح القدس سے بھرا ہوا یردن سے پھرا اور روح کی رہنمائی سے بیابان میں گیا۔44۔ جب غیر کی رہ نمائی ہوئی تو علام الغیوب کہاں رہا؟ اس کے علاوہ اسی کتاب میں ہے کہ ایک عورت نے جس کا بارہ برس سے خون جاری تھا، چپکے سے آ کے پیچھے سے مسیح کی پوشاک چھولی جس سے اس کا خون بند ہو گیا مگر مسیح کو وہ نہ معلوم ہوئی۔ لوگوں سے پوچھا آخر اس عورت نے اظہار کیا۔45۔ اور بہت سے مقامات سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ دوسرے شبہ کا جواب "ھُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ"46 میں دیا کہ خدا قادر مطلق ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کو یہ بات کب حاصل تھی؟ وہ خدا سے دعا مانگتے تھے چنانچہ انجیل لوقا میں ہے کہ وہ (مسیح) پہاڑ پر دعا مانگنے گیا اور خدا سے دعا مانگنے میں رات کاٹی۔47۔ اس کے علاوہ بقول نصاریٰ جب ان کو سولی پر

چڑھادیا تو انہوں نے خدا سے فریاد کرنی شروع کی کہ مجھے کہاں چھوڑ دیا اور بڑی سختی سے چیخ چیخ کر جان دی۔48۔ جو کہ انجیل متی میں مذکور ہے۔49

جب نصاریٰ کو دلائل عقلیہ سے عاجز کر دیا جاتا ہے تو وہ اس مسئلہ میں یوں کہنے لگتے ہیں کہ کتب سماویہ میں ان کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اور خدائی کے الفاظ بھی ان کی نسبت بولے گئے ہیں۔ قرآن بھی ان کو روح اللہ و کلمۃ اللہ کہتا ہے تو ہم اس بات کو عقل و ادراک کے احاطہ سے باہر جان کر صرف کلام الٰہی کا اتباع کر کے خدا اور اس کا بیٹا کہتے ہیں۔ چنانچہ آں حضرت علیہ السلام سے بھی مسیحیوں نے یہی تقریر کی اور اب بھی عاجز آ کر یہی کہا کرتے ہیں۔ اس کا جواب خدا تعالیٰ نے ان جملوں میں دیا"هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ مِنۡهُ اٰیٰتٌ مُّحۡکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡکِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ"جن عبارات سے ان کا استدلال ہے وہ از قسم متشابہات ہیں۔ ابن کا لفظ حقیقی بیٹے پر بھی بولا جاتا ہے اور پیار میں نوکر اور غلام اور بندہ کو بھی کہہ دیتے ہیں اور اس کے برعکس لفظ خداوند کا ذاتِ باری تعالیٰ، بادشاہ اور ذی مرتبہ لوگوں پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ پس جو کج رو گمراہ لوگ ہوتے ہیں وہ ان کی تاویل اپنی خواہش کے موافق کر کے ایک مطلب گھڑ لیتے ہیں۔ جیسا کہ مسیحی۔50

عقیدہ آخرت سے متعلق پادریوں کے شبہات کی تردید میں لکھتے ہیں کہ پادری فنڈر اپنی کتاب "میزان الحق" میں جنت سے متعلقہ قرآنی آیات پیش کر کے کہتا ہے کہ محمدیوں کا اعتقادِ بہشت۔۔۔ نفسانی و جسمانی ہر ایک لذت و عیش جس پر انسان کا دل مائل ہو وہاں ملتی ہے۔ پس ظاہر ہے کہ ایسے بہشت کا امیدوار کرنا آدمی کو دل کی پاکی اور نیک فکر سے روک کر نفسانی خواہشوں کو قوت و قدرت دیتا ہے۔ سو ایسا بہشت خدا کے تقدس کے لائق کیونکر ہو سکتا ہے۔51۔ پادری فنڈر مزید لکھتے ہیں کہ مسیحؑ نے تو یوں فرمایا کہ بہشت کے لوگ نہ بیاہ کرتے ہیں نہ بیاہے جاتے ہیں کیونکہ وہ فرشتوں کی مانند ہیں۔52۔ اور رومیوں میں مرقوم ہے کہ خدا کی بادشاہت کھانا پینا نہیں بلکہ راستی اور سلامتی اور روح قدس سے خوش وقتی ہے۔53۔ مگر محمد صاحب نے قرآن میں اس کے برخلاف فرمایا ہے کہ بہشت میں کھانا پینا اور جوروؤں کے ساتھ رہنا ہے۔54

مولانا عقلی و نقلی دلائل سے اس کا جواب دینے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

> یوں بھی نہ ہو تو پھر خود حضرت عیسیٰؑ کے فرمان سے جنت میں انگور کا شیرہ پینا ثابت ہے۔55۔ تو جب وہاں پینا ہے تو کیا کھانا نہ ہو گا؟ اور جب شراب ہے تو کیا عورتیں نہ ہوں گی؟ ہاں یہ اور بات ہے کہ مسیحیوں کی جنت میں صرف انگور کا شیرہ ہو، نہ باغ ہوں، نہ انیس ہو نہ، اور کچھ ہو جیسا کہ بھنگڑ کہا کرتے ہیں کہ بھنگ ہی کا مکان ہو اسی کا اوڑھنا، اسی کا بچھونا ہو۔56

قرآنی حقانیت کا اثبات بذریعہ تقابل

مولانا لکھتے ہیں کہ جہاں قرآن پہنچا وہیں اس نے اپنا اثر دکھایا۔ اس لیے چند سال میں شرق سے غرب تک اکثر سرسبز سلطنتوں میں اسلام پھیل گیا۔ افسوس متعصب پادری شیوعِ اسلام تلوار کے زور سے بتا کر اسلام پر عیب لگاتے ہیں۔ اب ہم قرآن کا مقابلہ اور کتابوں سے کرتے ہیں اور الحمد کی سات آیتوں کے مقابلہ میں کتاب کے سات جملہ لکھ کر دکھاتے ہیں۔57

پھر مولانا آٹھ صفحات پر مشتمل سورۃ فاتحہ کا توراۃ، زبور اور انجیل کی ابتدائی آیات سے مقابلہ پیش کر کے ثابت کرتے ہیں کہ قرآنی حقانیت کو تسلیم کیا جائے۔ توراۃ بمقابلہ قرآن کے بعد عرض کرتے ہیں کہ اگر اس مضمون کے نقصوں سے چشم پوشی کی جائے اور اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وہی اصلی توراۃ مانا جائے کہ جس کا قرآن میں ذکر ہے مگر پھر بھی اس کو الحمد کے مضامین مذکورہ بالا کے کس مضمون میں ہمسری ہے۔ نہ اس میں خدا کی ستائش نہ اس کی ذات و صفات کا ثبوتِ قطعی نہ عالم آخرت اور نہ جزا و سزا کی بابت اشارہ نہ عبادتِ خدا کا ذکر نہ عموماً ہر امر میں نیک چلن اور میانہ روی کی ترغیب۔ بھلے لوگوں کے رستے کی تحریص نہ برے لوگوں کے طریقے سے عذر پھر جو شخص خدا ترس اس کو کلام الٰہی اور الہامی کہے تو اس پر فرض ہے کہ قرآن مجید کو بھی الہامی کہے اور اس سے زیادہ صدقِ دل سے اس آسمانی کلام پر ایمان لائے۔58

پھر لکھتے ہیں:

> الحمد کا زبور کی ابتدائی آیات سے تقابل کرتے ہیں کہ اس میں جو کچھ ہے صرف شریعت پر عمل پیرا ہونے کی تاکید ہے مگر جس قدر تاکید اور خوبی "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم" میں ہے اس میں دسواں حصہ بھی نہیں۔ علاوہ اس کے اور باقی مضامین سورۃ الحمد کے مقابلہ میں تو کچھ بھی اس زبور میں نہیں پھر جو اس کو کلام الٰہی کہتے ہیں، ضروری ہے ان کے لیے کہ سورۃ الحمد کو بھی کلام الٰہی کہیں ورنہ انصاف سے بعید ہے۔59

سورۃ الحمد کا انجیل کی ابتدائی آیات سے تقابل کرتے ہیں کہ اس کو سورۃ الحمد سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ قطع نظر اس کے کہ اس کو سورۃ الحمد سے کچھ بھی نسبت نہیں، فی نفسہ یہ کلام اس قابل نہیں کہ اس کو الہامی کہا جائے۔60

پھر دنیا کے تمام مذاہب سے تقابل پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

> اب روئے زمین پر کوئی مذہب عقلاً و نقلاً اسلام کے برابر نہ نکلا۔ الحمد للہ علی دین الاسلام۔61

مولانا دوسرے مقام پر سورۃ الحمد کی ابتدائی آیات کا تقابل کرتے ہوئے نظریہ ضرورتِ قرآن کی وضاحت کرتے ہیں کہ جب اس کے روبرو حاضر ہو کر بندے یہ کہیں کہ "اِیَّاکَ نَعْبُد" کہ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور آئندہ کریں گے تو اقرار کیا کہ یہ امور خاص تیرے ہی لیے عمل میں لاویں گے اور کسی کو شریک نہ کریں گے۔ اب غور کرو کہ ایک تو بندے کو یہ حکم دینا کہ تو بت کو سجدہ نہ کی جیو۔ کسی تصویر کو نہ پوجیو، جیسا کہ توراۃ میں مذکور ہے اور ایک یہ کہ ان دلائل کا پرتوڈال کر کہ جو پہلے تین آیتوں میں مذکور ہوئیں۔ بندے کے منہ سے یہ اقرار کرا دینا دونوں میں کون زیادہ اثر رکھتا ہے۔ چونکہ پہلی کتابیں اس امر میں قاصر تھیں اس لیے نزولِ قرآن کی ضرورت ہوئی اور جس طرح رد شرک میں یہ کلام بے نظیر ہے اسی طرح ہر قسم کی بندگی اور عبادت الٰہی کی ترغیب میں اپنا مثل نہیں رکھتا۔ کیونکہ ایک تو یہ کہنا کہ تو اپنے سارے دل اور اپنے سارے جی سے اس کی بندگی کر (استثناء) اور ایک ان دلائل سے کہ جو پہلے مذکور ہوئے بندہ کی آنکھوں میں اور کسی کو قابل عبادت نہ رکھ کر اور اپنی رحمت اور پرورش یاد دلا کر اس کے منہ سے یہ اقرار کروانا ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور اسی طرح یہ آیت محبت الٰہی پیدا کرنے میں بھی بے مثل ہے۔ توراۃ میں تو صرف یہی ہے کہ تو اپنے سارے زور سے اپنے خداوند کو دوست رکھ (استثناء) وہاں نہ محبت کا طریق بتلایا نہ وجوہات محبت ذکر کیے اور یہاں دونوں باتیں ہیں۔62

اسی طرح سورۃ اقراء کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ پر پہلی وحی کی کیفیت بمقابلہ حضرت محمدؐ پر پہلی وحی کی کیفیت سے متعلق لکھتے ہیں کہ:

> قرآن مجید میں آندھی اور پتھر برسانا آیا ہے اور تورات میں گندھک اور آگ، گندھک کے دہکتے ہوئے ڈھیلے سخت ہوا میں گرنا قرار دیا جائے تو کوئی مخالفت باقی نہیں رہتی۔63

ایک دوسری جگہ رقمطراز ہیں کہ اس مقام پر مسیحی نکتہ چین قرآن مجید پر اعتراض کیا کرتے ہیں کہ قرآن میں لکھا ہے کہ حضرت زکریاؑ تین روز تک بغیر اشارہ کے کسی سے کلام نہ کریں گے۔ حالانکہ انجیل لوقا سے معلوم ہے کہ حضرت زکریاؑ سے فرشتہ نے عرض کیا کہ جب تک یہ باتیں واقع نہ ہو لیں، تو گونگا ہو جائے گا، کسی سے بول نہ سکے گا۔64۔ اور لوقا سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ جب یحییٰ پیدا ہوئے اور آٹھویں دن ان کا ختنہ ہوا اور ان کا نام یحییٰ رکھا گیا، تب ان کی زبان کھلی جس کی مدت تخمیناً دس مہینے ہوتے ہیں۔65۔ قرآن نے باوجود دا عوائے الہام اور تصدیق انجیل کے کتنی غلطی کی۔66

اس اعتراض کا رد کرنے کے بعد تطبیق کی ایک صورت پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اگر تطبیق کرو تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ عدد زبان عرب میں انحصار کے لیے نہیں ہوتا۔ ہمارے عرف میں کہتے ہیں دو دن کی زندگی میں آدمی کیا کرتا ہے۔ مراد تھوڑی زندگی ہے اسی طرح تین روز سے یہ قلیل مدت مراد جو تخمیناً دس مہینے مورخ نے بیان کیے۔67

اسی طرح تخت سلمان علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ التواریخ میں لکھا ہے کہ سلمان علیہ السلام نے ہاتھی دانت کا ایسا تخت بنایا تھا کہ جو زمین کے سب بادشاہوں سے سبقت لے گیا تھا۔ پھر کچھ اس کے حالات لکھے ہیں۔68۔ اگرچہ عہد عتیق و جدید سے نہیں ثابت ہوتا کہ یہ تخت سلیمان علیہ السلام ہوا پر چلا کرتا مگر اہل اسلام کے اکثر مورخ اس بات کے قائل ہیں اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔ ریل کے جاری ہونے سے پہلے ریل کی یہ تیز روی اور اس قدر بار کشی اور بے بیل اور گھوڑوں کے روانگی نہایت عجیب معلوم ہوتی تھی۔ اب چند روز سے غبارہ اڑانے کا فن جاری ہوا ہے اگر ترقی کر جاوے تو کیا کچھ ہو جاوے۔ کیا تعجب ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے عہد میں ایسے صناع لوگ پیدا ہوئے ہوں کہ تخت کو غبارہ کی طرح سے ہوا پر اڑا لے جانے کا علم جانتے ہوں اور کتاب التواریخ سے ثابت ہے کہ سلیمانؑ کے عہد میں صناعی اور دیگر فنوں کا رواج تھا۔69

واقعات کا تعین

مولانا بعض مقامات پر واقعات کی تعیین کے لیے بائبل سے مدد لیتے ہیں۔ مثلاً قرآن میں ایک جگہ ذکر ہے: وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ70اور دوسرے مقام پر ذکر ہے وَاخْتَارَ مُوسَی قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ71 پھر لکھتے ہیں کہ میری رائے میں سورۃ البقرۃ کا یہ واقعہ وہ ہے جو سفر خروج کے 19 باب سے اشارۃً سمجھا جاتا ہے اور سورۃ اعراف کا قصہ وہ ہے کہ جو سفر خروج کے 24 باب سے سمجھا جاتا ہے۔72

مغرب و مشرق میں الحاد کے اسباب

مولانا افکار و نظریات، عبادات و اخلاقیات اور تاریخ و واقعات بیان کرتے ہوئے کئی مقامات پر مغرب میں الحاد کے اسباب ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہیں سے ہمارے نظریات ہندوستان پہنچے ہیں اور ایک نام نہاد مسلمان نے قبول کر کے تفسیر قرآن کی شکل میں پیش کر کے ہندوستان میں الحاد کو پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ تورات و انجیل و زبور موجودہ میں گو اصلی کتابوں کے صدہا مضامینِ الٰہی مندرج ہیں مگر تاہم بہت سی وہ باتیں ہیں کہ جن میں عقل کو ریب و تردد بلکہ صریح انکار ہے۔ اناجیل و نامجات میں تو بقول پادری فنڈر صاحب تثلیث و الوہیت مسیح و کفارہ مذکور ہے کہ جس کو نہ آج تک کوئی مسیحی ثابت کر سکا نہ کرے گا۔ بلکہ انہی لغو مضامین سے نفرت کر کے صدہا بلکہ لاکھوں مسیحی فرانس اور جرمن اور انگلینڈ میں سخت ملحد ہو گئے۔ چنانچہ مسٹر دوائٹ اپنی کتاب سفر جرمنی، ص409 میں لکھتا ہے کہ علم کلام کے جھگڑے میں عہد عتیق کی سچائی اور اصلیت میں کلام ہوا، رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ اس کے الہامی ہونے کا یقین جرمنی سے نکل گیا۔ بعد ازاں عہد جدید میں گفتگو شروع ہوئی، یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے سب کو غیر الہامی سمجھا بلکہ بہت سے علماء جرمن تو ان کو برا سمجھنے لگے یا ان کو محض تاریخ کی کتاب

خیال کرنے لگے۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ پادری لوگ بھی ملحد ہو گئے تو انہوں نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا۔ انہی کی تقلید سے ہندوستان میں بھی بعض کوتاہ عقلوں نے اس الحاد کو رواج دیا۔ 73

ایک دوسرے مقام پر الحاد کا سبب اہل کتاب کی مذہبی کتب کو قرار دینے کے بعد لکھتے ہیں کہ سترہویں صدی میں فرانس اور جرمنی میں سینکڑوں ایسے لوگ صاحب تصنیف ظاہر ہوتے ہیں کہ جو صرف خدا کے قائل ہے۔ باقی انبیاء اور ان کے معجزات اور امورِ آخرت اور جن و ملائکہ بلکہ وجودِ آسمان سب کو قصہ کہانی جانتے تھے اور پھر تو انگلستان میں بھی اس کا چرچا پھیلا اور لارڈ ہربرٹ اور مسٹر بلاونٹ اور ہوبس اور ارل شاف جیسے معزز بھی ملحد ہو گئے اور اس بارہ میں بہت سی کتابیں انہوں نے تصنیف کیں اور پھر تو امریکہ، ہسپانیہ وغیرہ جمیع بلاد یورپ میں بھی یہ بلا پھیل گئی اور ان نام کے مسیحیوں کی یہ بلا ہندوستان بھی آئی۔۔۔ اور ان کی تقلید سے ایک شخص دہلی کے رہنے والے سرسید احمد خاں نے بھی مذہب اسلام کو برائے نام قائم رکھ کر ایک جدید مذہب کی ان ہی اصول ملحدانہ پر بنیاد ڈالی اور قرآن مجید کو تفسیر کے پیرایہ میں اپنے خیالات ملحدانہ کے تابع بنایا۔ 74

تفسیر حقانی میں بائبل سے اخذ واستدلال کے دیگر مناہج

تفسیر حقانی میں بائبل سے اخذ واستدلال کرتے ہوئے جو منہج اپنایا گیا ہے، درج بالا کے علاوہ مختصراً ذکر ہے۔

* پادریوں اور مستشرقین کے اعتراضات دور کر کے اسی سے متعلقہ انہی کی کتب سے ان پر اعتراضات پیش کیے گئے ہیں۔
* اعتراضات کی حقیقت تنقیدی طور پر واضح کی گئی ہے۔
* بائبل کی تدوین، تحریف اور تاریخ کو بائبل سے ہی مثالیں دے کر واضح کیا گیا ہے اور مناسب موقع پر اہل کتاب کے علماء کے اقوال بھی پیش کیے گئے ہیں۔
* اہل کتاب جن عقائد کو نہیں مانتے وہ انہی کی کتب سے درست کر کے پیش کیے گئے ہیں۔
* انبیاء کے مبعوث ہونے کی جگہ، زمانے اور قوم کا تعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور بعض مقامات پر نقشے بھی پیش کیے گئے ہیں۔
* قصص کے بیان میں اکثر مقامات پر تصریح کی گئی ہے کہ بائبل کی کون سی اور کتنی بات قرآن میں نہیں یا پھر جو بات قرآن نے بیان کی ہوتی ہے وہ بتائی گئی ہے کہ یہ بائبل میں نہیں ہے اور جہاں جہاں قرآن نے قصص کی اصلاح کی ہے وہ ذکر کی گئی ہے۔

* قرآن و بائبل میں مشترک باتیں بوجوہ تسلی بخش کی گئی ہیں۔ حضورؐ سے متعلق مستشرقین اور پادریوں کے اعتراضات کا رد ہے اور آپ سے متعلقہ پیش گوئیاں بھی بیان کی گئی ہیں۔
* بعض مقامات پر اسرائیلی روایات کے ذکر کے بعد اصلی مصادر یعنی بائبل میں موجود مقام کی نشاندہی کی گئی ہے۔
* بعض مقامات پر قرآن اور بائبل دونوں کو مد نظر رکھتے ہوئے پوری تاریخ بیان کی گئی ہے تاکہ ترتیب و قوع سمجھ میں آجائے جیسا کہ 1 / 423-398 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تاریخ، قرآن اور تورات کو مد نظر رکھ کر بیان کی گئی ہے۔
* اگر بائبل میں موجود کتب کے علاوہ کسی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہو تو اس کی مختصر تفصیل بیان کی گئی ہے۔ مثلاً انجیل طفولیت وغیرہ۔
* اگر بائبل میں موجود تورات یا انجیل کا ذکر کیا گیا ہو تو تورات موجودہ یا انجیل موجودہ کہا گیا ہے لیکن اگر اس تورات اور انجیل کا ذکر کیا گیا ہو جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی تھیں تو تورات شریف اور انجیل شریف کہتے ہیں۔
* مذاہب باطلہ اور فلسفہ جدید و قدیم کی طرف سے وارد اعتراضات کی غلط فہمیوں کی تسلی بخش تردید کی گئی ہے۔
* حقائق کو واضح کیا گیا ہے۔
* دیگر مذاہب کی تعلیمات میں انسانی تصرفات کی نشاندہی کی گئی ہے۔
* دوسرے مذاہب پر اسلام کی بالادستی قائم کی گئی ہے۔

خلاصۃ البحث

1857ء کے بعد مشنری کھل کر عیسائیت کی تبلیغ کرنے لگے۔ جنہیں انگریز حکومت کی سرپرستی حاصل تھی۔ پادری تحریر و تقریر اور بحث مباحثہ کے ذریعے اسلام پر تابڑ توڑ حملے کرتے۔ وہ مذہب کی تبدیلی میں کسی پر جبر نہ کرتے تھے لیکن خفیہ تدابیر اختیار کرتے۔ وہ صرف اپنے مذہب ہی کی تبلیغ نہ کرتے بلکہ دوسرے مذاہب کی خامیاں بیان کرتے اور ان کو عقل و نقل سے غیر ضروری اور غیر فطری قرار دینے کی کوشش کرتے۔ انگریز حکومت نے اسکولوں اور کالجوں میں انگریزی نصاب ایسا متعین کیا تھا، جس سے طلبا اپنے مذہب کے متعلق تشکیک کا شکار ہو رہے تھے۔ ایسے حالات میں عالم اسلام کی ایک بڑی شخصیت مولانا عبد الحق حقانیؒ نے اپنی تفسیر میں فاتحانہ اور مناظرانہ انداز میں معترضین کے اعتراضات کا جواب دیا اور مضبوط دلائل کے ساتھ

متشککین کے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا۔ اس مقالہ میں قرآن کی وہ آیات جو کتب سابقہ سماویہ میں موجود حالات و واقعات کی نشاندہی کا حوالہ دیتی ہیں، وہ آیات انہیں کی کتب سے مدلل کی گئی ہیں۔ کتبِ سابقہ کے تضادات واضح کیے گئے ہیں۔ سابقہ صحفِ سماویہ کی نسبت قرآنی الفاظ کی فصاحت و بلاغت اور فوقیت واضح کی گئی ہے۔ اہل کتاب کی طرف سے قرآن پر کیے گئے اعتراضات انہیں کی کتب سے استدلال کر کے رد کیے گئے ہیں۔ مسخ شدہ حالات و واقعات کی انہیں کی کتب سے تصحیح شدہ شکل پیش کر کے کتبِ سابقہ کے متضاد بیانات سے متذبذب اہل کتاب کو اطمینان بخش معلومات فراہم کر کے قرآن کے آگے سپر انداز ہونے کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔

نتائج تحقیق

* ایک تہائی قرآن مجید اہل کتاب سے متعلق ہونے کی بنا پر تفسیرِ قرآن میں بائبل سے اخذ و استدلال کے مثبت اثرات منعقد ہوئے ہیں۔ اس لیے یہ ایک اہم تفسیری رجحان ہے۔
* قرآن میں کئی ایک مقامات پر عقائد، احکام اور واقعات کی وضاحت کے لیے سابقہ کتبِ سماویہ سے اخذ و استدلال کیا گیا ہے اور قرآن میں اسی بات کا حکم ملتا ہے۔ قرآن کی بعض آیات مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ اسلام کو اہلِ کتاب اور سابقہ الہامی کتب کی طرف رجوع کی دعوت دیتی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات اور آپؐ کا دینِ اسلام کی تائید اور مذاہب باطلہ کے رد میں بائبل سے استدلال اور پھر صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل اور منہج یہ ثابت کرتا ہے کہ ایسے حقائق کی نشاندہی کی جائے جو سابقہ کتبِ سماویہ میں بھی ہیں یا پھر وہ انکار کیے بیٹھے ہیں، ایسے حقائق کے متعلق ان کی کتب سے ان کے سامنے دلائل واضح کیے جائیں۔ ہو سکتا ہے یہی دلائل ان کی ہدایت کا ذریعہ بن جائیں یا پھر ان پر حجت قائم ہو جائے۔
* اہل کتاب کو دعوت کا مؤثر اسلوب یہ ہے کہ اہلِ کتاب سے مخاطب قرآنی آیات کی توضیع و تفسیر اہلِ کتاب کی ہی کتب سے کی جائے تاکہ وہ اہل کتاب کے لیے قابل قبول ہو۔
* قرآن کی وہ آیات، جو کتب سابقہ میں موجود احکام، حالات اور اقعات کی نشاندہی کا حوالہ دیتی ہیں، وہ آیات انہیں کی کتب سے مدلل کی جائیں اور کتبِ سابقہ کے متضاد بیانات سے متذبذب اہلِ کتاب کو اطمینان بخش معلومات فراہم کر کے قرآن کے آگے سپر انداز ہونے کا موقع فراہم کیا جائے۔
* مکالمہ بین المذاہب کے عصری تناظر میں اہل کتاب کو "تَعالَوْا إِلى كَلِمَةٍ سَواءٍ بَيْنَنا وَبَيْنَكُمْ" کی روشنی میں "كَلِمَةٍ سَواءٍ" سے آگاہ کر کے قرآنی سچائیوں پر ایمان لانے کی دعوت مؤثر ثابت ہو سکتی ہے۔

* موجودہ عالمی تناظر میں قومی عصبیت، مذہبی اختلافات اور سیاسی تعصبات کی جگہ بین الاقوامی امن و امان، حرمت انسانی اور حلیفانہ تعلقات کو فروغ حاصل ہو، تاکہ اقوامِ عالم کے درمیان سیاسی و مذہبی ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔
* دوسرے سامی ادیان کے متبعین، جو اسلام کے آفاقی و عالمگیر اثرات سے خوف زدہ ہیں، انہیں درست قرآنی تعلیمات سے روشناس کروایا جائے تاکہ عالَمِ انسانیت کا بھلا ہو سکے۔
* خدائے بزرگ و برتر کے ماننے والوں کو ایک دوسرے کے عقائد، عبادات، اخلاقیات، تاریخِ اقوامِ عالَم اور سیرتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق نظریات کو قریب سے دیکھنے کا موقع فراہم کیا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی و حوالہ جات

[1]Haqqāni, Abdul Haq, Mawlānā, Tafsīr Haqqāni (Karachi: Meer Muhammad, Kutab Khana Markaz Ilm o Adab), Vol. 1, P. 221
[2]Fayuz ur Rahman, Mashahīr Ulamā' (Lahore: Maktabah Al-aziziah, 1976), P. 257
[3]Lakhnavī, Abdul Haī, Mawlānā, Translator: Abu Yahyā Imam Khan Noshervi, Nuzhat-ul-Khawātir, (Lahore: Istiqlal Press, 1965), Vol. 8, P. 232
[4]Haqqāni, Abdul Haq, Mawlānā, Aqāid e Islam (Lahore: Adarah Islamiyat, 1988), P. 262
[5]Lakhnavī, Nuzhat-ul-Khawātir, Vol. 8, P. 232
[6]Haqqāni, Aqāid e Islam, PP. 259-269
[7]Haqqāni, Aqāid e Islam, P. 12
[8]Lakhnavī, Nuzhat-ul-Khawātir, Vol. 8, P. 232
[9]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, PP. 225-226
[10]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, PP. 226-227
[11]Syed Murtaza Hussain and Abdul Mannān Umar, Urdu Dāira Maārif e Islāmiah (Lahore: University of the Punjab, 2005), Vol. 6, P. 535
[12]Daryabadi, Abdul Mājid, Mawlānā, Tafsīr Majidi (Lahore: Pak Company, Urdu Bazar), Introduction
[13]Thanvi, Muhammad Ashraf Ali, Mawlānā, Tafsīr Bayān-ul-Qur'ān (Lahore: Maktaba Rahmania, Urdu Bazar), Introduction
[14]Haqqāni, Abdul Haq, Mawlānā, Al-Bayān fi Uloom-il-Qur'ān (Delhi: Tuhfa-tul-Hind Press), PP. 494-495
[15]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, P. 222
[16]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, P. 310
[17]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, P. 149
[18]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 2, P. 77
[19]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, P. 164
[20]Holy Bible, Genesis 20: 12
[21]Holy Bible, Leviticus 18: 9
[22]Holy Bible, Genesis 9: 3
[23]Holy Bible, Leviticus 11: 1-31

[24]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, PP. 164-165
[25]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, PP. 191-192
[26]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, PP. 192-94
[27]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, PP. 194-195
[28]Holy Bible, Ezekiel 23:3
[29]Holy Bible, Ezekiel 23: 18-21
[30]Holy Bible, Song of Songs 4: 10
[31]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, P. 195
[32]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, PP. 222-221
[33]Holy Bible, Matthew 1: 18
[34]Holy Bible, Luke 1: 26-38
[35]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 3, PP. 247-248
[36]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 2, P. 564
[37]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 2, P. 428
[38]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 4, P. 540
[39]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, P. 298
[40]Ibid
[41]Ibid
[42]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 2, P. 35
[43]Al-Qur'ān, Ali 'Imrān 3: 5
[44]Holy Bible, Luke 4: 1-13
[45]Holy Bible, Luke 8: 40-48
[46]Al-Qur'ān, Ali 'Imrān 3: 6
[47]Holy Bible, Luke 6: 12
[48]Holy Bible, Matthew 27: 45-50
[49]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 2, P. 36
[50]Ibid
[51]C. G. Pfander, Rev., Mizan ul Haqq (Mirzapur: Orphan School Press, 1843), P. 234
[52]Pfander, Mizan ul Haqq, P. 236; Holy Bible, Luke 20: 34: 36
[53]Holy Bible, Romans 14: 17
[54]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, P. 357
[55]Holy Bible, Matthew 26: 29
[56]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, P. 357
[57]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, P. 278
[58]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, P. 284
[59]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, PP. 281-282
[60]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, P. 283
[61]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, P. 286
[62]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, PP. 449-450
[63]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 4, P. 402
[64]Holy Bible, Luke 1: 20
[65]Holy Bible, Luke 1: 64
[66]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 2, P. 57
[67]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 2, PP. 59
[68]Holy Bible, 2-Chronicles 9: 17
[69]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 4, PP. 47-48

[70]Al-Qur'ān, Al-Baqarah 2: 55
[71]Al-Qur'ān, Al-A'rāf 7: 155
[72]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, Pp. 446-447
[73]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, P. 298
[74]Haqqāni, Tafsīr Haqqāni, Vol. 1, PP. 356-357